مولانا ضیاء الرحمان یزدانی

ماہِ رجب کی بائیس تاریخ اور اُس کی حقیقت

قارئینِ کرام! کونڈوں کی کتاب میں ایک داستانِ عجیب، من گھڑت کہانی بیان کی گئی ہے کہ جسے حق و باطل میں تمیز کا شعور نہیں، وہ فرطِ عقیدت سے فوراً کونڈے بھرنے کو تیار ہو جائے ــــ آیئے اس گمراہ کن فرضی افسانے کا ایک نظر جائزہ لیں۔

افسانے میں کہا گیا ہے کہ امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی نیاز کرانے اور اپنے ہی بتائے ہوئے طریقہ کے مطابق خستہ پوریوں سے اپنے نام کے کونڈے بھرنے کا حکم خود اپنی زبانِ مبارک سے دیا، اور گارنٹی اور ذمہ داری کے ساتھ یہ دعوٰی بھی کیا کہ اس عمل کی بناء پر میں ہر ایک کی مراد پوری ہو جانے کا ضامن ہوں ــــ اگر کونڈے بھرنے کے بعد کسی کی حاجت پوری نہ ہو تو وہ روزِ قیامت میرا دامن پکڑ کر مجھ سے باز پرس کر سکتا ہے۔

ذرا سوچیے اور سنجیدگی کے ساتھ غور کیجیے کہ آپؒ کی زبان سے اس قسم کی لغویات کا صدور ہو سکتا ہے؟ ــــ آپ کی شان تو بہت اونچی ہے، کوئی معمولی سمجھ بوجھ کا انسان بھی ایسی مضحکہ خیز بات اپنی زبان سے نہیں نکال سکتا اور نہ اس قسم کا بیہودہ دعوٰی کر سکتا ہے ــــ پھر کس قدر ستم ظریفی ہے کہ مذکورہ دعوٰی آپ کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں کہا گیا ہے کہ امام صاحب نے اپنا فاتحہ کرانے کا حکم خود دیا، حالانکہ فاتحہ کرانا آج کے دور کی ایجاد ہے اور قرونِ اولیٰ میں اس کا تصور تک موجود نہ تھا ــــ پھر بالفرض اگر اس کی کچھ شرعی حیثیت ہو بھی، تو یہ تو کسی کے مرنے کے بعد ہوتا ہے، آپ نے اپنی زندگی ہی میں اس کا حکم کیسے دے دیا؟

حقیقت یہ ہے کہ جس طرح شیعہ نے سنّی مسلم عوام کو گمراہ کرنے کے لیے دیگر بہت سی کتابیں لکھ ماری ہیں، اسی طرح یہ داستانِ عجیب بھی ایک فرضی اور من گھڑت جھوٹا افسانہ ہے۔ مگر بیچارے توہم پرست اور عجوبہ پسند مسلم عوام میں اتنی صلاحیت کہاں کہ وہ سامنے کی دلچسپ بات چھوڑ کر معاملہ کی تہہ اور اصل حقیقت تک پہنچ سکیں؟

مستند کتبِ تواریخ و انساب سے پتہ چلتا ہے کہ امام جعفر صادق علیہ الرحمۃ کی ولادت ۸۰ھ کو مدینہ منورہ میں ہوئی، جب کہ ایک دوسری روایت کے مطابق آپ ۱۷ ربیع الاول ۸۳ھ میں پیدا ہوئے۔ لیکن وفات کے متعلق شیعہ سُنی سبھی کا اتفاق ہے کہ آپ نے ۱۵ شوال ۱۴۸ھ کو مدینہ منورہ میں انتقال فرمایا۔ اگر آپ کی ولادت کے سلسلہ میں پہلی روایت کو لیا جائے تو آپ نے ۶۸ سال کی عمر پائی اور آپ کی عمر عزیز کے باون ۹۲ برس خلفائے بنی امیہ کے عہدِ خلافت میں گزرے، جن کا دارالخلافہ بغداد تھا۔ چنانچہ بادشاہت اور وزارت کا تو اس وقت پورے عرب میں وجود نہ تھا، جب کہ اس فرضی داستان میں بادشاہ، وغیرہ کا ذکر ملتا ہے ــــ سوچیے کہ جب بادشاہت و وزارت کا وجود ہی اس دور میں عنقا ہے تو یہ بادشاہ اور وزیر مدینہ منورہ میں کہاں سے آ گئے! پھر اس افسانے میں نہ بادشاہ کا کوئی نام بتایا گیا ہے، نہ وزیر کا! ــــ علاوہ ازیں جب رجب کی ۲۲ ر تاریخ نہ امام صاحب کی وفات کا دن ہے، نہ پیدائش کا، تو ۲۲ ر رجب کا آپ سے کیا تعلق؟

بات دراصل یہ ہے کہ شیعہ، حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے دلی بغض و عناد رکھتے ہیں۔ چنانچہ جس طرح وہ امیر المؤمنین حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت پر ہر سال جشن مناتے ہیں اور آپؓ کے مجوسی قاتل "ابو لؤلؤ فیروز" کو "بابا شجاع الدین" کا لقب دے کر اس کے ساتھ دلی عقیدت کا اظہار کرتے ہیں، ٹھیک اسی طرح وہ حضرت امیر معاویہؓ کی وفات پر بھی ۲۲ ر رجب کو خوشی مناتے ہیں۔ کیوں کہ ۲۲ ر رجب ہی کو امیر معاویہؓ، جو کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جلیل القدر صحابی، کاتبِ وحی اور رشتہ سے آپؐ کے بھتیجے ہیں، کی وفات ہوئی تھی۔ مگر شیعہ کو ہمیشہ آپؓ سے بغض و عناد رہا، پس وہ ۲۲ ر رجب کو امام جعفر صادقؒ کے کونڈوں کا پردہ ڈال کر حضرت امیر معاویہؓ کی وفات حسرت آیات ہی کے سلسلہ میں جشن مناتے ہیں، جس میں وہ ہر سال شیرینی یا میٹھی خستہ پوریاں وغیرہ بنا کے تقسیم کرتے اور کھاتے کھلاتے ہیں ــــ ایک عرصہ تک تو یہ رسم شیعہ حلقوں تک ہی محدود رہی، پھر شیعوں نے سوچا کہ کیوں نہ تعزیہ داری کی طرح کسی خوبصورت فریب اور تقیہ سے کام لے کر سنیوں کو بھی وفاتِ امیر معاویہؓ کے سلسلہ کے اس جشن میں شریک کیا جائے۔ چنانچہ انھوں نے حضرت امیر معاویہؓ کی تاریخ وفات کو امام صاحب کی طرف منسوب کر دیا اور لکڑ ہارے وغیرہ کا فرضی قصہ گھڑ کر داستانِ عجیب اور نیاز نامہ کے عنوان سے چھپوا کے سنیوں میں پھیلا دیا۔ یوں

غیر شعوری طور پر سنیوں نے بھی ۲۲ رجب کو شیعوں کی طرح حضرت امیر معاویہؓ کی وفات کے دن خوشی منانی شروع کر دی اور بہت سے مسلم گھرانے اس دن بچوں کو بڑے چاؤ سے نہلا دھلا کر نئے کپڑے پہناتے ہیں۔

بعض یادداشتوں سے پتہ چلتا ہے کہ شروع شروع میں شیعوں کے ہاں یہ جشن مسرت خفیہ طور پر منایا جاتا تھا اور اس سلسلہ میں شرینی وغیرہ کو عام تقسیم سے بچا کر خصوصی مقامات پر ہی بٹھا کر کھلایا جاتا تھا، تاکہ محرم کی تبرا کی طرح سنیوں کو اس کا پتہ نہ چل جائے، اور اب بھی کونڈوں کی پوریوں کو خصوصی مقامات سے باہر نہیں نکالا جاتا۔ سابقہ یادداشتیں یہ بھی بتاتی ہیں کہ کونڈے بھرنے کے عام رواج کی ابتداء ۱۹۰۴ء میں ریاست رام پور میں ہوئی، جب کہ امیر مینائی لکھنوی کے بیٹے خورشید احمد مینائی نے رامپور سے منشی جمیل احمد کی منظوم کہانی "داستانِ عجیب" چھپوا کر عام مسلمانوں میں تقسیم کرائی۔ پیر جماعت علی شاہ کے مدیر خاص مصطفیٰ علی خاں نے اپنے کتابچے "جواہر المناقب" کے حاشیہ پر حامد حسین قادری کا ایک بیان درج کیا ہے جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حامد حسین قادری کو، جو اس زمانے میں مینائی لکھنوی کے گھر کے متصل رہتے تھے اور ان کے خاندان سے باہمی تعلقات رکھتے تھے، اس داستانِ عجیب یا لکڑ ہارے کی کہانی کی اشاعت اور ۲۲ رجب کی پوریوں کی نیاز کے متعلق یہ علم ہے کہ یہ سب سے پہلے ۱۹۰۴ء میں ریاست رام پور (یو۔پی) سے امیر مینائی لکھنوی کے خاندان سے نکلی ہے۔ مرحوم مولانا عبدالغفور ہشیار انواری (بریلوی) نے بھی "رجب کے کونڈے" کے عنوان سے ایک تحقیقی مقالہ سپردِ قلم کیا تھا جو "صحیفہ اہل حدیث" کراچی نے اپنی ۱۴ اگست ۱۹۶۴ء کی اشاعت میں شامل کیا تھا۔ انھوں نے بھی اس مقالہ میں یہی لکھا ہے کہ کونڈوں کی کتاب "داستانِ عجیب" کو سب سے پہلے امیر مینائی کے بیٹے خورشید احمد مینائی نے ۱۹۰۴ء میں رام پور میں چھپوا کر تقسیم کرایا تھا اور والئ رام پور نواب حامد علی خان نے "داستانِ عجیب" کی اشاعت اور کونڈوں کی عام ترویج پر اپنی گہری دلچسپی کا اظہار کیا تھا۔

پس "الناس علی دین ملوکھم" کے تحت اور نواب کی رضاجوئی کی خاطر رام پور کے سنی مسلمانوں نے بھی اس زمانے میں اس رسم کو اپنانا شروع کر دیا۔ پھر یہ رسم رام پور سے لکھنؤ پہنچی اور ۱۹۱۱ء تک یہ اودھ اور دوسرے تمام مقامات تک پھیل گئی۔ مولوی مظہر علی سندیلوی کا روزنامچہ ایک نادر روزنامہ سمجھا جاتا تھا۔ اس روزنامچے میں ۱۹۱۱ء کی ایک یادداشت شامل ہے، جو

کونڈوں کی رسم کی ابتداء پر روشنی ڈالتی ہے۔ اس روزنامچے میں وہ لکھتے ہیں:

"آج ۱۹۱۱ء میں ایک نئی رسم دریافت ہوئی، جو پہلے میرے سننے میں نہ آئی تھی۔ اور وہ یہ کہ ۲۱ رجب کو بوقت شب میدہ، شکر، گھی، دودھ ملا کر ٹکیاں پکائی جاتی ہیں، اس پر امام جعفر صادقؒ کا فاتحہ ہوتا ہے اور ۲۲ رجب کی صبح کو عزیز و اقارب کو گھر میں بلا کر کھلائی جاتی ہیں۔ ٹکیاں باہر نکلنے نہیں پاتیں۔ جہاں تک میرے علم میں ہے، اس کا رواج ہر جگہ پر ہے۔ فاتحہ ہر گھر میں نہایت عقیدت مندی کے ساتھ ہوتا ہے، یہ رسم برابر بڑھتی جا رہی ہے"

بہر حال کونڈے ایک نو ایجاد رسم ہے، جس کا حقیقی طور پر دین و شریعت اور امام جعفر صادقؒ سے بھی کوئی تعلق نہیں۔ ۲۲ رجب کو حضرت امیر معاویہؓ کی وفات ہوئی تھی، اور شیعہ اس تاریخ کو کونڈوں کا پردہ ڈال کر آپؓ کی وفات پر جشنِ مسرت مناتے ہیں، جبکہ سنّی بھی غیر شعوری طور پر اس رسم میں شریک ہو گئے ہیں۔ سنّیوں کو چاہیے کہ وہ حقیقت کو پہچانیں اور ان کے مسلک کی تقلید نہ کرتے ہوئے اس سے اجتناب کریں۔ راقم الحروف کو ایسے لوگوں کا علم ہے جنھیں حقیقتِ حال سے آگاہی ہوئی تو انھوں نے ہمیشہ کے لیے اس رسم سے ہاتھ روک لیا۔

اس میں شک نہیں کہ اسلام میں رجب المرجب کے مہینے کو ایک خاص اہمیت و فضیلت حاصل ہے اور یہ حرمت والے مہینوں میں سے ایک ہے، تاہم امام جعفر صادقؒ اور کونڈوں کی رسم سے اس فضیلت کا کوئی تعلق نہیں ــــــ افسوس، آج بہت سے اہلِ اسلام اس غیر اسلامی، مشرکانہ رسم ہی کی بناء پر اس ماہِ محترم کو پہچانتے ہیں اور اسی بناء پر سال بہ سال مالی مسائل کا شکار بھی ہوتے ہیں ــــــ حالانکہ اس سے ان کے عقیدۂ توحید پر بھی ضرب کاری لگتی ہے اور یہ رسم حضرت امیر معاویہؓ کی توہین پر بھی مبنی ہے، جو سنیوں کے نزدیک انتہائی معزز و محترم شخصیت ہیں ــــــ دعاء ہے اللہ تعالیٰ ہمیں بدعات و خرافات سے بچائے۔ آمین!

قارئینِ کرام

مینجر سے متعلقہ امور کے لیے درج ذیل پتہ نوٹ فرمالیں:

محمد سلمان مینجر حرمین جامعہ علومِ اثریہ

پوسٹ بکس ۱۱ جہلم